پروفیسر ساجد میر ایم اے

فقہ الحدیث

قسط نمبر ۱۱

وضو اور اس کے ارکان

وضو کی عمومی کیفیت

قرآن مجید کی مذکورہ آیت میں وضو کی کیفیت اور اس کا طریقہ مجملاً بیان کر دیا گیا ہے۔ اس کی پوری ترتیب و تفصیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک افعال و اقوال سے ملتی ہے۔ جن کو آپ کے کئی صحابہؓ نے ہمارے لیے محفوظ کر لیا ہے۔ وضو کے مختلف ارکان، سنن و مستحبات کے تفصیلی بیان سے پہلے ایک مختصر حدیث کے ذریعہ وضو کے طریقہ کو بیان کیا جاتا ہے۔

عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَىٰ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا۔

حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حمرانؒ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین عثمانؓ نے وضو کا

۱؎ متفق علیہ

پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے۔ پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا اور ناک کو جھاڑ کر صاف کیا۔ پھر تین مرتبہ منہ دھویا۔ پھر داہنا ہاتھ اور بازو کہنی تک اور اسی طرح بایاں بھی دھویا۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر دایاں پاؤں ٹخنوں تک تین مرتبہ اور اسی طرح بایاں پاؤں بھی دھویا۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔

وضو کا تفصیلی طریقہ ——— ارکان و فرائضِ وضو

وضو کے جن ارکان کا ذکر قرآن کی محولہ بالا آیت[1] میں کیا گیا ہے وہ وضو کے متفق علیہ "فرائض" ہوتے ہیں اور ان کے بغیر وضو کا تصور محال ہے۔ ان کے علاوہ احادیث و آثار میں جو جزئیات مذکور ہیں وہ وضو کی تکمیل و تحسین کرتی ہیں اور ان کا شمار وضو کی "سنتوں" میں کیا جاتا ہے۔ وضو کے بنیادی ارکان حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کم از کم ایک مرتبہ منہ دھونا۔

منہ کی حد[2] لمبائی کی طرف سے پیشانی کا بالائی کنارہ ہے۔ جبڑے کی زیریں ہڈی اور ٹھوڑی تک ہے اور چوڑائی کی طرف سے ایک کان سے دوسرے کان کی لو تک ہے

۲۔ ہاتھوں اور بازوؤں کا کہنیوں تک دھونا

اس میں بعض علماء کا صرف اتنا اختلاف ہے کہ کہنیوں تک کہنے میں کہنیاں بھی شامل ہیں یا کہنیاں چھوڑ کر باقی بازو؟۔ درست یہی ہے کہ کہنیاں بھی اس دھونے میں شامل ہیں۔ اس کے لیے لغوی و نحوی دلائل کے علاوہ حدیث سے بھی دلیل موجود ہے۔ جابر بیان کرتے ہیں[3]:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدَارَ الْمَاءَ عَلَى مِرْفَقَيْهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وُضُوْءٌ لَا يَقْبَلُ اللهُ الصَّلٰوةَ إِلَّا بِهِ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کے دوران کہنیوں پر پانی ڈال کر پھرایا اور پھر فرمایا یہ

---

[1] سورۃ المائدہ

[2] فقہ السنہ وغیرہ ۱: ۴۳

[3] بیہقی، دارقطنی بحوالہ روضۃ الندیہ ۱: ۲۵

وضوء کا وہ طریقہ ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا۔

سر کا مسح

یعنی ہاتھ کو پانی سے تر کر کے سر پر پھیرنا۔ اس کی تین چار صورتیں ہیں۔

۱۔ سارے سر کا مسح

عبداللہ بن زید کی روایت[۱] میں مذکور ہے

بَدَءَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ حَتّٰی ذَهَبَ بِهِمَا إِلَی قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰی رَجَعَ إِلَی الْمَكَانِ الَّذِیْ بَدَءَ مِنْهُ۔

یعنی سر کے اگلے حصے (پیشانی کے بالائی حصہ) سے دونوں ہاتھوں کو سر پر پھیرنا شروع کر کے انہیں گُدّی (سر کے پچھلے حصے) تک لے جایا جائے اور پھر واپس پھراتے ہوئے وہیں ختم کیا جائے جہاں سے شروع کیا تھا۔

اس کے برعکس کیفیت یعنی سر کے پچھلے حصہ سے آگے کی طرف ہاتھ پھرانا بھی مذکور[۲] ہے مگر بہتر وہی ہے جو مذکور ہوا۔

ب۔ سر کے بعض حصے کا مسح۔

قرآن مجید کے حکم "وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ" کے بارے میں ایک لغوی بحث ہے کہ یہاں لفظِ "ب" زائد ہے یا تبعیضی۔ پہلی صورت میں سارے سر[۳] کا مسح اور دوسری میں سر کے کسی ایک حصہ کا مسح ضروری قرار پاتا ہے۔ امام مالکؒ سارے سر کے مسح کے قائل ہیں اور امام شافعیؒ و ابو حنیفہؒ بعض حصہ کے مسح کو بھی کافی گردانتے ہیں۔ پھر امام ابو حنیفہؒ نے اس "بعض" کی حد چوتھائی سر تک مقرر کی ہے۔ حدیث میں ایک چوتھائی کی حد کا ثبوت تو نہیں۔ البتہ عمامہ پر مسح کی حدیثوں سے پورے سر کی بجائے بعض حصہ کے مسح کے کافی ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔ مگر افضل پورے سر کا مسح ہی ہے۔ ولم[۴] یحفظ عنه الاقتصار

---

[۱] متفق علیہ

[۲] عن الربیع بنت معوذ

[۳] ہدایہ : ۱ : ۱۲

[۴] فقہ السنۃ ۱ : ۵۷

علیٰ مسح بعض الرأس۔ لغوی دلائل سے قطع نظر براہِ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے سر کے بعض حصہ کے مسح پر اکتفا کرنا ثابت نہیں، سوائے اس کے کہ ساتھ عمامہ وغیرہ پر بھی مسح کیا جائے۔ جیسا کہ ذیل میں مذکور ہے۔

ج۔ عمامہ، ٹوپی وغیرہ پر مسح۔

اگر ٹوپی، عمامہ وغیرہ کو سر سے ذرا سا سرکا کر اس طرح مسح کر لیا جائے کہ مسح میں کچھ حصہ سر کا آجائے۔ اور کچھ عمامہ وغیرہ کا، تو یہ بھی درست ہے۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں[1]

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَالْخُفَّيْنِ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنی پیشانی پر کے بالوں، عمامہ اور موزوں کا مسح فرمایا۔

اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ صرف عمامہ وغیرہ کا مسح کیا جائے۔ اگرچہ بعض علماء کو یہ بات قرآنی حکم "اور اپنے سروں کا مسح کرو" کے خلاف نظر آتی ہے اور ائمہ اربعہ میں سے صرف امام احمد اس کے قائل ہیں[2]۔ تاہم بعض احادیث نے عمامہ وغیرہ پر مسح کو سر کے مسح کے قائم مقام قرار دیا ہے۔ عمرو بن امیہ کہتے ہیں[3]

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ

کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عمامہ اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

اس سلسلے میں بعض حضرات نے عمامہ پر مسح کے لیے بھی موزوں کے مسح کی شرائط عائد کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ عمامہ وغیرہ پر مسح تبھی کیا جائے جب اس نے پہلے وضو کرنے کے بعد عمامہ پہنا گیا ہو۔ مگر حدیث میں یہ شرائط مذکور نہیں۔

۴۔ پاؤں دھونا

وضو کا چوتھا اہم رکن ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا ہے۔ جس کا ذکر قرآنِ مجید کی مذکورہ آیت میں "وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ" میں کیا گیا ہے۔ ان الفاظ کے "وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ" (سر کا مسح کرو)

---

[1] مسلم
[2] ہدایہ ص۱۳
[3] بخاری۔

۵۔ ترتیب

وضو اسی ترتیب سے کرنا چاہیے جس طرح وہ قرآنی آیت میں مذکور ہے۔ یعنی پہلے منہ پھر بازو پھر سر کا مسح اور پھر پاؤں دھونا۔ اس مجمل ترتیب کی تفصیل اور جزئیات احادیث میں مذکور ہیں۔ جن میں سے کچھ اوپر بیان ہوئیں اور کچھ آئندہ ان شاء اللہ بیان ہوں گی۔ یہ ترتیب امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سنت مگر امام شافعیؒ و احمدؒ کے نزدیک فرض اور ضروری ہے [1] ان کی دلیل یہ ہے کہ اَرْجُلَکُمْ یعنی پاؤں کا ذکر دھوئے جانے والے باقی اعضاء (منہ اور بازو) سے الگ اور مسح رأس کے بعد ہونے کی حکمت یہی ہے کہ قرآن مجید اعضاء وضو کی ترتیب پر زور دینا چاہتا ہے ورنہ پاؤں کا ذکر بھی منہ ہاتھ اور بازو کے ساتھ ہی کیا جاتا اور مسح رأس کا بعد میں کر لیا جاتا۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:۔

اِبْدَأُوْا بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ [2]

وضو اسی طرح شروع کرو جس ترتیب میں اللہ نے اس کا بیان شروع کیا ہے۔

اور خود آپؐ سے کبھی اس ترتیب کو نظر انداز کرنا ثابت نہیں ہے۔ لم یرد عنه علیه السلام انه توضأ قط الا مرتبا [3]

۶۔ نیت

علماء نے نیت کو بھی وضو کا رکن قرار دیا ہے۔ مگر حنفیہ کو اس سے اختلاف ہے۔ نیت کو وضو کا فرض و رکن قرار دینے کی تائید اس عمومی حدیث سے ہوتی ہے جس میں فرمایا۔

انما الاعمال بالنیات　　　　تمام اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص ویسے ہی وضو کے سارے اعضاء ترتیب وار دھولے مگر اس کی نیت وضو کی نہ ہو تو بعد میں جب تک وہ باقاعدہ نیت کر کے وضو نہ کرے اسی طرح نماز وغیرہ ادا نہیں کر سکتا۔ مگر یاد رہے

---

[1] ہدایہ ص ۱۷-۱۶۔

[2] مشکوٰۃ

[3] ہدایہ ص۱۷

[4] رواہ الجماعۃ

کے بعد واقع ہونے کی بنا پر بعض لوگ یہاں "اَرْجُلَكُمْ" کی بجائے "اَرْجُلِكُمْ" پڑھتے ہیں جن سے یہ معنی نکلتے ہیں کہ پاؤں دھونے کی بجائے ان کا بھی مسح ہی کیا جائے۔ لیکن ایک تو محفوظ و مستند قرأت "اَرْجُلَكُمْ" ہی ہے جس سے پاؤں دھونے کے معنے مستفاد ہوتے ہیں اور دوسرے اصولی بات یہ ہے کہ قرآن کی وہی قرأت اور تفسیر معتبر ہے جسے اس ہستی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے قول وعمل سے واضح کیا۔ جس کے ذریعہ ہم تک قرآن پہنچا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وضو میں پاؤں دھونا ہی ہے۔ الا یہ کہ کوئی مخصوص شرائط کے تحت موزے پہنے ہوں تو اس کے لیے مسح کی اجازت ہے اور اس کا تفصیلی ذکر ان شاء اللہ آئندہ اپنے موقع پر آئے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ والی مندرجہ بالا روایت میں دونوں پاؤں کے متعلق غسل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی آپؐ نے مسنون طریق وضو کی عملی وضاحت فرماتے ہوئے پاؤں دھوئے۔ اسی طرح ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک سفر کے دوران صحابہؓ عصر کی نماز کے لیے وضو کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند دو یا تین مرتبہ دہرا کر فرمایا۔ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ[1] یعنی ایڑیوں تک پاؤں اچھی طرح۔ نہ دھونے والوں کو جہنم میں ڈالے جانے سے ڈرنا چاہیے۔"

ان دلائل کی روشنی میں اہل سنت علماء کا وضو کے لیے پاؤں دھونے پر اتفاق ہے۔ بعض صحابہؓ مثلاً حضرت علیؓ سے دھونے کی بجائے مسح کی جو روایات ہیں۔ ان کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:۔

قد ثبت الرجوع منهم عن ذلك کہ ان کا اس سے رجوع ثابت ہے۔[2]

اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں[3]

اجمع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على غسل القدمين

صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجماع و اتفاق ہے کہ وضو میں پاؤں دھوئے جائیں۔ (باقی بر صفحہ ۱۶)

---

[1] متفق علیہ۔

[2] فتح الباری

[3] نیل الاوطار ۱: ۱۸۵